Basharat Saleem
2025.06.27 13:56
I attest to the accuracy and
integrity of this document

از عدالتِ عظمیٰ

ہرجیت سنگھ ودیگراں

بنام

یونین آف انڈیا ودیگراں

نمبر: 17 دسمبر، 1993

[ایم این وینکٹا چلیہ، چیف جسٹس اور ایس موہن، جسٹس]

آئین ہند- دفعہ 21 اور 32- نومبر 1984 کے فسادات سے متاثرہ قرض داروں کے لیے مرکزی سود سبسڈی اسکیم، جاری کردہ ریزرو بینک آف انڈیا- ہدایت جاری کہ اسکیم کے تحت "بینک" کی تعریف میں تمام مالیاتی اداروں کو شامل کیا جائے۔

آئین ہند کی دفعہ 32 کے تحت ایک رٹ پٹیشن سکھ برادری کے اراکین کی جانب سے دائر کی گئی جو 31 اکتوبر 1984 کو وزیر اعظم اندرا گاندھی کے قتل کے بعد دہلی میں ہونے والے فرقہ وارانہ قتل عام کے متاثرین تھے۔ رٹ پٹیشنرز کا شکوہ تھا کہ جہاں نیشنلائزڈ بینکوں نے ان کی بحالی کے لیے رقم فراہم کی تھی، اس وعدے کے ساتھ کہ انہیں گرانٹ میں تبدیل کر دیا جائے گا (چاہے انہیں قرض کا نام دیا گیا ہو)، بعد میں بینک فراہم کردہ رقم کی وصولی کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ موقف اختیار کرتے ہوئے کہ روزگار کا حق آئین کی دفعہ 21 کے تحت زندگی کے حق کا حصہ ہے، درخواست گزاروں نے حکام کو ہدایت دینے کی درخواست کی کہ وہ مزید رقم کا مطالبہ یا وصولی نہ کریں۔ بینکوں نے رٹ پٹیشنز کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ یہ معاملات قرض کے لین دین ہیں۔

رٹ پٹیشن کی سماعت کے دوران، وصولی کارروائیوں کے معاملے میں راحت فراہم کرنے کے لیے اس عدالت نے مختلف ہدایات جاری کیں۔ بالآخر، ریزرو بینک آف انڈیا نے اپنے سرکلر آر پی سی ڈی نمبر پی ایل ایف ایس/بی ایس-22 پی ایس-126 ڈی/91/90، مورخہ 19 ستمبر 1990 کے

Basharat Saleem
2025.06.27 13:56
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ذریعے "نومبر 1984 کے فسادات سے متاثرہ قرض داروں کے لیے مرکزی سود سبسڈی اسکیم" تشکیل دی، جس میں اسکیم کے تحت تعریف کردہ "بینکوں" سے امداد لینے والے مستحق افراد کو سود کے معاملے میں راحت فراہم کی گئی۔ آئی اے نمبر 1992/4 اس ہدایت کے لیے دائر کی گئی کہ اسکیم کے تحت "بینک" کی تعریف میں تمام مالیاتی اداروں کو شامل کیا جائے، یہ موقف اختیار کرتے ہوئے کہ اسکیم کے تحت تعریف کردہ "بینکوں" سے امداد لینے والوں اور مالیاتی اداروں سے امداد لینے والوں کے درمیان تفریق غیر معقول ہے۔

درخواست (آئی اے) منظور کرتے ہوئے، اس عدالت نے فیصلہ کیا:

یہ ایک انسانی مسئلہ ہے۔ انسانیت قانون سے بالاتر ہے۔ درخواست گزار ایک قابل رحم گروہ ہیں اور ایک تکلیف دہ حالت میں ہیں۔ ان سے انسانیت کی زبان میں بات کرنی چاہیے۔ ایک عام معاملے میں عدالت فریقین کو معاہدے کی شرائط پر عمل کرنے کا کہہ سکتی ہے، لیکن ایسے نہیں جہاں ایسی آفات آئی ہوں اور درخواست گزار شدید مصیبت میں مبتلا ہوں۔

اگر درخواست گزاروں کی حقیقی مدد کرنی ہے، تو مالیاتی اداروں کی جانب سے دیے گئے قرضوں کے حوالے سے بھی سرکلر کا فائدہ توسیع دیا جانا چاہیے، ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جن میں درخواست گزار ہیں۔ سرکلر کا مقصد درخواست گزاروں کی مدد کرنا ہے۔ لہٰذا، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ قرض بینکوں سے ہیں یا مالیاتی اداروں سے۔ مالیاتی اداروں کا تذکرہ نہ کرنا ایک غیر ارادی چوک ہے۔

بنیادی دیوانی دائرہ اختیار: آئی اے نمبر 1991/3۔

اور

آئی اے نمبر 1992/4۔

میں

رٹ پٹیشن (سی) نمبر 1988/457۔

(آئین ہند کی دفعہ 32 کے تحت۔)

Basharat Saleem
2025.06.27 13:56
I attest to the accuracy and
integrity of this document

درخواست گزاروں کی جانب سے: آر ایس سودھی۔

مدعاعلیہان کی جانب سے: ایچ ایس پریہار، مس اے سباشینی، (این پی)، پی پار میسوران، (این پی)، ایس کے گمبھیر، کے آر نمبیار، ایس کے ورما، آر پی کپور، سی پی مِٹل اور آر بی مشرا۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس موہن، جسٹس نے سنایا:

یہ دفعہ 32 کے تحت دائر کردہ رٹ پٹیشن، جس سے توہین عدالت کی درخواست پیدا ہوتی ہے، متعلقہ وقت پر دہلی میں رہنے والے سکھ برادری کے اراکین نے دائر کی۔

ہندوستان کی تاریخ میں 31 اکتوبر 1984 کو ایک المناک واقعہ - ناقابل یقین - پیش آیا جب محترمہ اندرا گاندھی، وزیر اعظم، کا قتل ہوا۔ الزام لگایا گیا کہ قاتل سکھ برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ اس نے جذبات کو بھڑکا دیا۔ نتیجتاً، پورے ملک میں فسادات پھوٹ پڑے۔ خاص طور پر دہلی میں، بڑے پیمانے پر آتش زنی، لوٹ مار، منظم تشدد، گردواروں پر حملوں کے نتیجے میں کئی ہولناک واقعات رونما ہوئے۔ تشدد کا دورانیہ مختلف علاقوں میں مختلف تھا۔ کئی سکھ مارے گئے، گھر جلا دیے گئے۔ یہ ایک غیر معمولی قتل عام تھا جس نے کئی سکھوں کو بے گھر کر دیا؛ کئی خاندانوں نے اپنے عزیز و اقارب اور کفیل کھو دیے۔ ان واقعات کی تفصیلات رٹ پٹیشن میں شامل حلف نامے میں درج ہیں۔ ان فسادات کے اسباب جاننے کے لیے جسٹس رنگناتھ مشرا (اس عدالت کے جج) کی سربراہی میں ایک کمیشن مقرر کیا گیا۔ حلف نامے میں مزید کہا گیا کہ سرکاری ایجنسیاں بعد میں نقصان کا اندازہ لگانے میں لگیں اور یہ اطلاع دی کہ متاثرہ افراد کو دوبارہ آبادکاری کے لیے امداد فراہم کی جا رہی ہے۔ ایسی دوبارہ آبادکاری کی کوششوں کے پردے میں، درخواست گزاروں کو نقصانات کی تفصیلات بتاتے ہوئے فارم بھرنے اور مزید بینکوں سے قرض حاصل کرنے کی ہدایت دی گئی، جنہیں بعد میں گرانٹ میں تبدیل کر دیا جائے گا اور ایک نئی زندگی شروع کی جا سکے گی۔ ہولناک قتل عام کے چشم دید اور متاثرین رہنے والے درخواست گزاروں نے انتظامیہ کو متاثرین کی مشکل گھڑی میں حقیقی خواہش مند سمجھتے ہوئے، ہدایت کے مطابق گرانٹ/قرض کے لیے درخواستیں دیں۔ نیشنلائزڈ بینکوں نے درخواست گزاروں کو ٹرک خریدنے یا کاروبار قائم کرنے کے مقاصد کے لیے رقم جاری کی۔ اگرچہ مختلف دستاویزات پر دستخط لیے گئے، لیکن ہمیشہ یہی بتایا گیا کہ فراہم کردہ رقم درحقیقت ایک گرانٹ

Basharat Saleem
2025.06.27 13:56
I attest to the accuracy and
integrity of this document

تھی اور وقت آنے پر اس میں تبدیل کر دی جائے گی۔ تاہم، دیے گئے وعدوں کے برعکس، بینک فراہم کردہ رقم کی وصولی کے لیے قانونی کارروائی شروع کرنے کے مراحل اختیار کرنے لگے ہیں۔ مزید کہا گیا کہ درخواست گزار، جو تیسری بار زندگی کا آغاز کر چکے ہیں- پہلی بار 1947 میں ملک کی تقسیم کے دوران بے گھر ہوئے اور اب اپنے تمام ذرائع معاش کے ساتھ ساتھ دنیاوی سامان کا بیشتر حصہ کھو چکے ہیں نیز اپنے قریبی عزیزوں کی انسانی جانوں کے نقصان کا صدمہ برداشت کر چکے ہیں- ایک بار پھر صفر سے زندگی شروع کر رہے ہیں اور اب ایک اور تباہ کن صورتحال کی دھمکی دی جا رہی ہے جو انہیں دوبارہ بے سہارا اور معاش کے بغیر چھوڑ دے گی۔ اس نے درخواست گزاروں کو زندگی اور روزگار کے حق کے تحفظ کے لیے اس عدالت کا رخ کرنے پر مجبور کیا ہے۔ اگر روزگار کے حق کو آئینی حق زندگی کا حصہ نہ سمجھا جائے تو کسی شخص کو اس کے حق زندگی سے محروم کرنے کا آسان ترین طریقہ یہ ہو گا کہ اسے اس کے ذرائع معاش سے محروم کر دیا جائے۔ ایسی محرومی نہ صرف زندگی کو اس کے حقائق اور معنی سے خالی کر دے گی بلکہ زندگی گزارنا ناممکن بنا دے گی۔ روزگار کا حق زندگی کے حق کا ایک حصہ ہے کیونکہ صرف وہی اسے قابل گزار بناتا ہے۔ ان الزامات پر، منڈامس کی رٹ جاری کرنے کی درخواست کی گئی ہے تاکہ آئین ہند کی دفعہ 21، جو زندگی کے حق کی ضمانت دیتی ہے، روزگار کے حق کی بھی ضمانت دیتی ہے، کو نافذ کیا جائے اور مناسب حکم، آرڈر یا ہدایت کے ذریعے یہ ہدایت دی جائے کہ ذرائع معاش سے محرومی کا خاتمہ کیا جائے اور مزید مدعا علیہان کو ہدایت دی جائے کہ وہ درخواست گزاروں سے مزید رقم کا مطالبہ یا اصرار نہ کریں۔

متعدد بینکوں نے جوابی حلف نامے دائر کیے ہیں۔ پنجاب اینڈ سندھ بینک کے حلف نامے کا حوالہ کافی ہے جو حسب ذیل ہے:

> "جواب دینے والے مدعا علیہان (بینک) کی جانب سے دیے گئے قرضوں کا مقصد گرانٹ نہیں تھا اور یہ کبھی بھی درخواست گزاروں کو نہیں بتایا گیا کہ جواب دینے والے بینک کی جانب سے دیے گئے قرضوں کی وصولی درخواست گزاروں سے نہیں کی جائے گی اور درخواست گزاروں کو ان رقموں یا ان پر واجب الادا سود کی ادائیگی کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔

Basharat Saleem
2025.06.27 13:56
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جواب دینے والے بینک کے خلاف درخواست گزار کا کوئی بنیادی یا قانونی حق نہیں ہے اور نہ ہی اس کا کوئی دعویٰ کیا گیا ہے اور بینک نے عام بینکاری کے عمل کے تحت درخواست گزاروں کو ان کے کاروبار یا گاڑیاں خریدنے کے لیے قرض کی سہولیات فراہم کی تھیں۔ مذکورہ قرض دستاویزات میں درج شرائط وضوابط پر دیا گیا تھا اور ان پر مذکورہ درخواست گزاروں نے جواب دینے والے بینک کے حق میں دستخط کیے تھے۔ درخواست گزاروں اور جواب دینے والے بینک کے درمیان تعلق انہی معاہدوں سے حکمرانی ہوتی ہے اور جواب دینے والے بینک پر کوئی فرض عائد نہیں ہوتا، خواہ الزامی ہو یا بالکل نہیں۔

جواب دینے والا بینک مزید پیش کرتا ہے کہ گاڑی/مشینری/سامان جن کی خریداری کے لیے بینک کی جانب سے قرض دیا گیا تھا، اب بھی مذکورہ قرض داروں کی جانب سے چلائے/استعمال میں لیے جا رہے ہیں۔ مذکورہ گاڑیاں/مشینری/سامان جواب دینے والے بینک ضمانت ہیں۔ لہٰذا، بینک کو وصولی اور/یا سیکیورٹی، یعنی مذکورہ گاڑیوں وغیرہ کے تحفظ کے لیے ضروری اقدامات کرنے سے روکنے کے لیے کوئی رٹ آرڈر یا ہدایت جاری نہیں کی جانی چاہیے۔"

اس طرح، یہ موقف اختیار کیا گیا کہ جہاں ادھار لی گئی رقم گاڑیاں خریدنے کے لیے استعمال ہوئی ہو اور درخواست گزار گاڑیوں کا فائدہ اٹھا رہے ہوں، ان کے لیے ادائیگی سے انکار کرنا جائز نہیں ہے۔

25.8.1989 کو، اس عدالت نے حسب ذیل آرڈر پاس کیا:

"جناب آر ایس سودھی، مذکورہ رٹ پٹیشنز میں درخواست گزاروں کے وکیل، کو ان کی جانب سے لی گئی اصل رقم ادا کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن وہ صرف سود کی شرح اور ادائیگی کی مدت کے حوالے سے کچھ راحت چاہتے ہیں۔ معاملات کو 12.9.1989 کی فہرست میں شامل کیا جائے۔"

پھر دوبارہ 7.11.1989 کو حسب ذیل آرڈر پاس ہوا:

Basharat Saleem
2025.06.27 13:56
I attest to the accuracy and
integrity of this document

"معزز اٹارنی جنرل نے 1984ء میں محترمہ اندرا گاندھی کے قتل کے بعد ہونے والے فسادات کے متاثرین کو دیے گئے قرضہ جات کی وصولی کے متعلق درجِ ذیل بیان دیا ہے:

'بینک ہر قرض کے معاملے کو اس کی اپنی بنیادوں پر پرکھیں گے اور ہر معاملے کے حقائق کی بنیاد پر جو کچھ منصفانہ، معقول اور مناسب سمجھا جائے، ایسی راحت فراہم کریں گے۔ ریزرو بینک آف انڈیا کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ بینکوں کو اسی کے مطابق مشورہ دیں۔'

مذکورہ بالا بیان کے پیشِ نظر، ہم بینکوں کو ہدایت کرتے ہیں کہ وہ وصولی کارروائی کا سہارا نہ لیں جب تک کہ بینک ریزرو بینک آف انڈیا کے مشورے کے مطابق ہر متعلقہ فرد کا معاملہ طے نہ کر لیں۔ یہ آرڈر ان افراد سے متعلق نہیں ہے جو مذکورہ بالا فسادات کے متاثرین نہیں ہیں۔ ہماری جانب سے وصولی پر روک لگانے کا آرڈر صرف مذکورہ بالا زمرے کے افراد سے متعلق ہے۔ یہ آرڈر کسی بینک کو عدالت میں دعویٰ دائر کرنے سے نہیں روکتا اگر اسے محسوس ہو کہ دعویٰ وقت گزرنے سے بار ہونے والا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ایسا کوئی دعویٰ دائر کیا جاتا ہے، تو اسے اس وقت تک التوا میں رکھا جائے گا جب تک کہ ریزرو بینک آف انڈیا کے مشورے کے مطابق بینکوں کی جانب سے فراہم کی جانے والی راحت کا تعین نہیں ہو جاتا۔ یہ آرڈر مذکورہ بالا فسادات سے متاثرہ پورے طبقے پر لاگو ہوتا ہے، خواہ انہوں نے اس عدالت میں پٹیشن دائر کی ہو یا نہیں۔ ان تمام معاملات کو نمٹایا گیا۔

یاد دلانے کی اجازت"

اس آرڈر کی خلاف ورزی پر، توہینِ عدالت پٹیشن نمبر 1991/62 میں توہینِ عدالت کی کارروائی کی گئی ہے۔

اس آرڈر کے مطابق، ریزرو بینک آف انڈیا نے اپنے سرکلر آر پی سی ڈی نمبر پی ایل ایف ایس۔ بی سی 67/پی ایس-126 (ڈی)-90/89 مورخہ 23 دسمبر 1989 کے ذریعے بینکوں کو حسبِ ذیل مشورہ دیا:

"(i) بینکوں کو نومبر 1984 کے فسادات سے متاثرہ تمام قرض داروں کو دی جانے والی کریڈٹ سہولیات کا جائزہ لینا چاہیے، ان کی ادائیگی کی صلاحیت، ان کے اکاؤنٹس میں لین دین، دستیاب سیکیورٹیز کی نوعیت اور قسم، سیکیورٹیز کی موجودہ حالت، دیگر

Basharat Saleem
2025.06.27 13:56
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اثاثے (اگر کوئی ہوں) جو ان کی ملکیت ہوں اور تمام دیگر متعلقہ عوامل کو مد نظر رکھتے ہوئے۔

(ii) جائزے کی بنیاد پر، بینکوں کو ہر قرض دار کا معاملہ اپنی اپنی بنیادوں پر طے کرنا چاہیے اور جو کچھ معقول سمجھا جائے، ایسی راحت فراہم کرنی چاہیے۔ راحت میں ادائیگیوں کی واپسی کے لیے مزید وقت کی توسیع، سمجھوتے کے انتظامات کرنا اور ایسے معاملات جہاں قرض داروں سے واجبات کی وصولی کے معقول امکانات نہ ہوں، ان سے واجب الادا رقم کو معاف کرنا شامل ہو سکتا ہے۔"

اس کے بعد، حکومت ہند نے مستحق معاملات میں نومبر 1984 کے فسادات سے متاثرہ قرض داروں کو بینک قرضوں پر سود کو چھ فیصد سالانہ تک کم کرنے کی شکل میں راحت فراہم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسی کے مطابق، ریزرو بینک آف انڈیا نے اپنے سرکلر آر پی سی ڈی نمبر پی ایل ایف ایس/بی سی-22/پی ایس-126 ڈی/91/90 مورخہ 19 ستمبر 1990 کے ذریعے 'نومبر 1984 کے فسادات سے متاثرہ قرض داروں کے لیے مرکزی سود سبسڈی اسکیم' تیار اور جاری کی۔ اسکیم کی اہم خصوصیات حسب ذیل ہیں:

"(i) بینک مستحق کیس میں، 31 دسمبر 1989 تک تمام اہل واجبات پر چھ فیصد سالانہ سود وصول کریں گے، 1 نومبر 1984 سے لے کر 31 دسمبر 1989 تک کی مدت کے لیے، اگر قرض 1 نومبر 1984 یا اس سے پہلے دیا گیا ہو، یا قرض دینے کی تاریخ سے، اگر اس کے بعد دیا گیا ہو۔

(ii) بینک قرض دار کو تحریری طور پر ہر اکاؤنٹ میں فراہم کی گئی راحت کی حد کے بارے میں نیز 31 دسمبر 1989 تک اکاؤنٹس میں باقی بقیہ رقم (آؤٹسٹینڈنگ) اور جس تاریخ پر راحت فراہم کی گئی ہے، کے بارے میں آگاہ کرے گا۔

(iii) بینکوں کی جانب سے فراہم کردہ راحت کی رقم مرکزی حکومت بینکوں کو واپس ادا کرے گی۔

Basharat Saleem
2025.06.27 13:56
I attest to the accuracy and
integrity of this document

(iv) 30 دسمبر 1989 کے بعد واجبات پر واجب الادا ہونے والا پورا سود قرض داروں کو برداشت کرنا ہوگا۔"

فی الحال آئی اے نمبر 1992/4 دائر کی گئی ہے۔ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ یہ 1984 کے فسادات کے متاثرین کو اسکیم کے تحت تعریف کردہ بینکوں سے امداد لینے والوں اور مالیاتی اداروں سے امداد لینے والوں کے طور پر درجہ بندی کرنے کے لیے بمشکل ہی کوئی معقول درجہ بندی ہے۔

اسی کے مطابق، حسب ذیل اثر کے لیے ہدایت کی درخواست کی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

"یونین آف انڈیا کے ساتھ ساتھ ریزرو بینک آف انڈیا کو بھی ہدایت کی جائے کہ وہ اپنی 'نومبر 1984 کے فسادات سے متاثرہ قرض داروں کے لیے مرکزی سود سبسڈی اسکیم' میں 'بینک' کی تعریف میں تمام مالیاتی اداروں - ریاستی اور مرکزی دونوں - کو شامل کریں۔"

ہم نے مذکورہ بالا درخواست پر غور سے غور کیا ہے۔ یہ ایک انسانی مسئلہ ہے۔ انسانیت قانون سے بالاتر ہے۔ درخواست گزار ایک قابل رحم گروہ ہیں اور ایک تکلیف دہ حالت میں ہیں۔ ان سے انسانیت کی زبان میں بات کرنی چاہیے۔ رابندر ناتھ ٹیگور کی "کادی اور کومل" میں شاندار سطروں کا حوالہ دینے کے لیے:

'ان کے دلوں میں

تھکے ہارے، خشک اور بے یار و مددگار

ہمیں انسانیت کی زبان بجانے والا منڈلی بننا ہے۔'

عام معاملے میں، عدالت فریقین کو معاہدے کی شرائط پر عمل کرنے کا تقاضا کر سکتی ہے؛ لیکن ایسے نہیں جہاں ایسی آفات آئی ہوں اور درخواست گزار شدید مصیبت میں مبتلا ہوں۔ جیسا کہ ایچ کے وائٹ نے 'لائنز آن ریڈنگ' میں کہا ہے:

"طوفان کو وعظ سناؤ، اور مایوسی سے استدلال کرو،

Basharat Saleem
2025.06.27 13:56
I attest to the accuracy and
integrity of this document

لیکن مصیبت زدہ کے بیٹے کو یہ نہ بتاؤ کہ زندگی منصفانہ ہے۔"

اگر درخواست گزاروں کی حقیقی مدد کرنی ہے تو مالیاتی اداروں کی جانب سے دیے گئے قرضوں کے حوالے سے سرکلر کا فائدہ توسیع دیا جانا چاہیے، ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جن میں درخواست گزار ہیں۔ سرکلر کا مقصد درخواست گزاروں کی مدد کرنا ہے۔ لہٰذا، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ قرض بینکوں سے ہیں یا مالیاتی اداروں سے۔ ہمارے خیال میں، مالیاتی اداروں کا تذکرہ نہ کرنا ایک غیر ارادی چوک ہے۔ ہمیں درخواست منصفانہ اور معقول نظر آتی ہے۔

اسی کے مطابق، یونین آف انڈیا کے ساتھ ساتھ ریزرو بینک آف انڈیا کو بھی ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنی 'نومبر 1984 کے فسادات سے متاثرہ قرض داروں کے لیے مرکزی سود سبسڈی اسکیم' میں 'بینک' کی تعریف میں تمام مالیاتی اداروں - ریاستی اور مرکزی دونوں - کو شامل کریں۔

رزرو بینک آف انڈیا کے سرکلر آر پی سی ڈی نمبر پی ایل ایف ایس۔ بی سی۔ 67/پی ایس-126 (ڈی)-90/89 مورخہ 23 دسمبر 1989 کے پیش نظر، آئی اے نمبر 1991/3 میں مزید کسی حکم کی ضرورت نہیں ہے۔

آئی اے نمبر 1992/4 مذکورہ بالا شرائط میں تصفیہ ہو گئی۔

تمام اپیلوں کو منظور کر لیا گیا۔